إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ

قادیان

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN

نمبر ٹیلیفون ۹۱

شرح چندہ پیشگی
سالانہ للعہ
ششماہی سے
سہ ماہی ۳ے
بیرون ہند سالانہ ۱۲ر

قیمت فی پرچہ

ایڈیٹر غلام نبی ایم ۔ اے

تار کا پتہ الفضل قادیان

جلد ۲۶ | مورخہ ۱۸ شعبان ۱۳۵۷ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۸ء | نمبر ۲۳۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

۸- اکتوبر کی اطلاع جو بذریعہ ڈاک ناصر آباد (سندھ) سے موصول ہوئی ہے - مظہر ہے - کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت بفضلِ خدا اچھی ہے - الحمد للہ -

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے ؞

سیدہ ام طاہر احمد حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو کل سے جگر کی تکلیف ہے اور قے کا عارضہ ہے - احباب دعائے صحت کریں

دیگر افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خیر و عافیت ہے ؞

حضرت مرزا شریف احمد صاحب ناظر تعلیم و تربیت چند روز کے لئے سندھ تشریف لے گئے ہیں - آپ کی جگہ جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور عامہ و خارجہ کام کریں گے ؞

دفتر نشر و اشاعت صیغہ نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے یوم التبلیغ کے لئے مختلف تبلیغی ٹریکٹ بیرونی جماعتوں کو بھیجے جا رہے ہیں ؞

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اشاعت دین کیلئے لوگوں سے کیوں مالی مدد طلب کی جاتی ہے؟

ایک رُوحانی راز

(دنیا - اور دنیا کی مددیں (یا یک) لوگوں کے سامنے کالمیت ہوتی ہیں - اور مردہ کیڑے کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھتی ہیں - لیکن جو دنیا کو دُعا کا ایک موٹا طریق بتلانے کے لئے وہ یہ راہ بھی اختیار کرتے ہیں - وہ حقیقت میں اپنے کاروبار کا متولی خدا تعالیٰ ہی کو جانتے ہیں - اور یہ بات بالکل سچ ہے - وھو یتولی الصالحین - اللہ تعالیٰ ان کو مامور کر دیتا ہے - کہ وہ اپنے کاروبار کو دوسروں کے ذریعہ سے ظاہر کریں - ہمارے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف مقامات پر مدد کا وعظ کرتے تھے - اسی لئے کہ وہ وقت نصرتِ الٰہی کا تھا - اس کو تلاش کرتے تھے - کہ وہ کس کے شاملِ حال ہوتی ہے - یہ ایک بڑی غور طلب بات ہے - دراصل مامور من اللہ لوگوں سے مدد نہیں مانگتا - بلکہ مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ کہکر وہ اس نصرتِ الٰہیہ کا استقبال کرنا چاہتا ہے - اور ایک فرطِ شوق سے بے قراروں کی طرح اس کی تلاش میں ہوتا ہے - نادان اور کوتاہ اندیش لوگ سمجھتے ہیں - کہ وہ لوگوں سے مدد مانگتا ہے - بلکہ اس طرح پر اس شان میں وہ کسی دل کے لئے جو اس نصرت کا موجب ہوتا ہے - ایک برکت اور رحمت کا موجب ہوتا ہے ؞

پس مامور من اللہ کی طلبِ امداد کا اصل سر اور راز یہی ہے - جو قیامت تک اسی طرح پر رہے گا - اشاعتِ دین میں مامور من اللہ دوسروں سے امداد چاہتے ہیں - مگر کیوں؟ اپنے ادائے فرض کے لئے تاکہ دلوں میں خدا تعالیٰ کی عظمت کو قائم کریں - ورنہ یہ تو ایک ایسی بات ہے - کہ قریب بہ کفر پہونچ جاتی ہے - اگر غیر اللہ کو متولی قرار دیں - اور اُن نفوس قدسیہ سے ایسا امکان ہے محال مطلق ہے!!

(تقریر اور خط صفحہ ۱۳)

51

مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب جماعت احمدیہ سے

رقم فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

(۱) اللہ تعالیٰ نے جس عظیم الشان خدمت کا موقعہ جماعت احمدیہ کو دیا ہے۔ وہ دنیا کے پردہ پر بہت ہی کم قوموں کو نصیب ہوا ہے ؛

(۲) مگر جس قربانی کا اس جماعت سے مطالبہ ہے۔ وُہ بھی بہت کم جماعتوں سے ہوا ہے۔ اور وہ قربانی صبر ہے۔ یعنی استقلال اور ہمت سے ایک ایسے نتیجہ کا انتظار جو گو یقینی ہے۔ مگر نسبتاً لمبے عرصہ کے بعد ظاہر ہونے والا ہے ؛

(۳) مگر اس امتحان میں ایک قوم ہم سے پہلے کامیاب ہو چکی ہے۔ اور وہ مسیحیوں کی قوم ہے۔ انہیں کامیابی تین سو سال کے بعد ہوئی۔ جس عرصہ میں لاکھوں عیسائی قتل کیا گیا۔ لاکھوں وطن سے بے وطن ہوا۔ لاکھوں کے مال و اسباب لوٹ لئے گئے۔ صدی کے بعد صدی آئی۔ لیکن اس قوم نے ہمت نہ ہاری۔ آخر تین سو سال بعد فقیری کی گدڑی پھینک کر بادشاہت کا خلعت پہنا۔ اور آناً فاناً سب دنیا پر چھا گئی۔ اسی لمبے انتظار کا نتیجہ تھا۔ کہ وہ اس قدر لمبے عرصہ تک حکومت کرنے کے قابل ہو گئی ؛

(۴) جماعت احمدیہ کے انتظار کا زمانہ تو اس سے بہت کم ہے۔ پھر کیا ہمارا صبر پہلے مسیح کی امت سے زیادہ شاندار نہیں ہونا چاہیئے ؛

(۵) ہمارے مسیح نے جو معجزات دکھائے۔ وُہ پہلے مسیح سے بہت زیادہ اور زیادہ اہم ہیں۔ پھر کیا ہمارے ایمان ان سے بہت زیادہ قوی نہیں ہونے چاہئیں۔ اور کیا اسی کے مطابق ہماری قربانیاں بڑھی ہوئی نہیں ہونی چاہئیں ؛

(۶) مگر اے عزیزو! مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اس دفعہ یعنی تحریک جدید کے دوسرے دور میں جماعت نے اس طرح قربانی پیش نہیں کی۔ جس طرح کہ اس نے پہلے دَور میں پیش کی تھی ؛

(۷) آج تحریکِ جدید کا کام محض اس وجہ سے رک رہا ہے۔ کہ بعض دوستوں نے اپنے وعدے پُورے کرنے میں سستی دکھائی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ سستی کسی ایمان کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ محض بھول چوک کی وجہ سے ہے ؛

(۸) پس میں تمام دوستوں کو ان سب کو جنہوں نے اس کام کا بیڑا اٹھایا تھا۔ اور ان سب کو جن کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت کی چنگاری سلگ رہی ہے۔ گو وُہ عہدہ دار نہیں کہتا ہوں۔ کہ کمر کس کر کھڑے ہو جائیں۔ اور گھر بہ گھر پھر کر ان دوستوں سے چندے وصول کریں۔ جو وعدہ تو کر چکے ہیں۔ مگر ابھی انہوں نے ادا نہیں کیا ؛

(۹) گزشتہ سالوں کے بقائے ملا کر ستر ہزار کے قریب وعدوں کی وصولی باقی ہے۔ پس یہ کام معمولی نہیں۔ آپ کی رات دن کی تگ و دو کو چاہتا ہے۔ کیونکہ وعدوں کی وصولی کی تاریخ میں دو ماہ سے بھی کم اب باقی ہیں ؛

(۱۰) آپ کی یہ محنت رائگاں نہ ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل آپ پر جو وصولی کریں گے نازل ہوں گے۔ اور ان پر بھی جو میری آواز پر لبیک کہتے ہوئے فوراً اپنے وعدے پورے کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(۱۱) دوستوں کو یہ بھی چاہیئے کہ وُہ ساتھ کے ساتھ دعائیں بھی کرتے جائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنے خاص فضل فرمائے جو وعدے پورے کرنے والے ہیں۔ اور ان کی سستی کو دور کرے۔ جو شامتِ اعمال کی وجہ سے ابھی اس نعمت کو حاصل نہیں کر سکے۔ کیونکہ آخر وہ ہمارے بھائی ہیں۔ اور ان کی سستی ہم پر اثر انداز ہوئے بغیر نہیں رہ سکی۔ اور اگر خدا تعالیٰ انہیں بخشے۔ تو یہ ہمارے لئے ویسا ہی خوشی کا موجب ہے۔ جیسا کہ اس نے ہمیں بخشا ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الفضل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ شعبان ۱۳۵۷ھ

شاعری مانعِ نبوت نہیں

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے خلاف غیر احمدی علماء کی طرف سے جو اعتراضات پیش کئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے۔ کہ بانی سلسلۂ احمدیہ نبی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ آپ شعر کہا کرتے تھے۔ یہ اعتراض سنکر تعجب آتا ہے۔ کیونکہ اشعار اور نبوت کا آپس میں کوئی تضاد نہیں۔ جس کی وجہ سے یہ کہا جا سکے۔ کہ نبی میں اشعار کہنے کی قوت نہیں پائی جا سکتی ؛؛

شعر گوئی ایک بہترین ملکہ ہے جو بعض فطرتوں میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ودیعت کیا جاتا ہے۔ دُنیوی شعراء سے قطع نظر کرتے ہوئے انبیائے سابقین میں سے حضرت یرمیاہ علیہ السلام کو دیکھیں تو ان کا نوحہ عبرانی زبان میں نظم میں ہے۔ اسی طرح حضرت کرشن علیہ السلام نے گیتا جو کہ سنسکرت زبان میں ہے۔ نظم میں لکھی تھی۔ جس کو فیضی نے فارسی میں منظوم کیا۔ اسی طرح غزل الغزلات جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی کتاب ہے یہ بھی درحقیقت نظم میں ہی تھی۔ مگر اردو تراجم میں اسکو نثر میں تبدیل کر دیا گیا۔

خلفائے کرام میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نہایت اعلیٰ شعر کہا کرتے تھے۔ اور اولیائے امت تو کثیر تعداد میں ایسے گزرے ہیں۔ جو شعر کہا کرتے تھے۔ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ایک دو موقعوں پر بعض شعر فرمائے ہیں۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشعار میں وہ کونسی ایسی بات ہے جس کی وجہ سے مخالفین کی نگاہ میں وہ خار بن کر کھٹکنے لگ جاتے ہیں ؛؛

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض اشعار ناپسندیدہ بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً وہ جو فحش۔ ہزل یا ہجو پر مشتمل ہوں۔ مگر یہاں نامناسب اور ناپسندیدہ اشعار کا سوال نہیں۔ بلکہ نفس شاعری کا سوال ہے۔ یعنی بعض غیر احمدی یہ کہتے ہیں۔ کہ اچھا۔ یا بُرا کسی قسم کا شعر بھی نبی نہیں کہہ سکتا۔ اور اس کی ایک عجیب دلیل بھی دیتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ قرآن کریم میں آتا ہے اَلشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُھُمُ الْغَاوٗنَ۔ کہ شعرا کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَمَا عَلَّمْنٰہُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ۔ کہ ہم نے اسے شعر کہنا نہیں سکھایا۔ اور نہ یہ اس کی شان کے شایاں ہے۔ پس وہ کہتے ہیں جب شعرا کی پیروی گمراہی ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شعر نہیں کہہ سکتے تھے۔ تو کوئی اور نبی کس طرح کہہ سکتا ہے ؛؛

امر اول کا جواب تو یہ ہے۔ کہ بے شک شعراء کی پیروی اس قرآنی آیت کی رُو سے گمراہی کا موجب ہے۔ لیکن ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس لئے تو پیرو نہیں۔ کہ آپ شاعر تھے۔ بلکہ ہماری اطاعت تو اس لئے ہے۔ کہ ہم آپ کو خدا تعالےٰ کا نبی اور رسول تسلیم کرتے ہیں۔ اگر ہم یہ دعوےٰ کریں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جیسا شاعر دُنیا میں کوئی نہیں گزرا۔ اور آپ سے تعلق بحیثیت شاعر رکھیں۔ تب تو کہا جا سکتا ہے کہ تم نے ایک شاعر کی پیروی کی۔ مگر ہم تو آپ کو نبی مان کر آپ کی اتباع کرتے ہیں۔ اور آپ کی شاعری کو آپ کے اور سینکڑوں نہیں۔ ہزاروں کمالات میں سے ایک کمال سمجھتے ہیں۔ پس اس آیت کے رُو سے کوئی الزام عائد نہیں ہو سکتا۔ بلکہ حق یہ ہے۔ کہ ایسا الزام ہمارے مخالفین پر عائد ہوتا ہے۔ کیونکہ ان میں شعراء کی پیروی کرنے کا مرض ہے۔ مثلاً اقبال وغیرہ کو محض شاعری کے لحاظ سے اپنا راہ نما سمجھتے ہیں۔ پس اس آیت کے رو سے اگر الزام آسکتا ہے۔ تو غیر احمدیوں پر۔ ہم پر نہیں ؛؛

دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے اگر شعر کہنا نہیں سکھایا۔ تو اس سے یہ کس طرح لازم آتا ہے۔ کہ کوئی نبی بھی شعر نہیں کہہ سکتا۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ جیسے خدا تعالےٰ کہتا ہے ہم نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو لکھنا پڑھنا نہیں سکھایا۔ اب اگر کوئی اس بات کو لے اُڑے۔ اور کہنا شروع کر دے۔ کہ نبی وُہی ہو سکتا ہے۔ جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو۔ تو یہ اس کی غلطی ہو گی۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کئی دوسرے انبیاء لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ پس حق یہ ہے۔ کہ اس قسم کی آیات میں محض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ معیار نبوت کا ذکر نہیں۔ اس آیت میں بھی اللہ تعالےٰ نے یہ بتایا ہے۔ کہ ہم نے اپنے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو شعر کہنا نہیں سکھایا۔ مگر اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ شاعری مانع نبوت ہے۔ بلکہ فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مَا یَنْبَغِیْ لَہٗ۔ عرب کے حالات کے لحاظ سے یہ مناسب نہیں تھا کہ اسے شعر کہنا سکھایا جاتا۔ اب آپ لوگ غور کر کے دیکھ لیں جس زمانہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ عرب کی شاعری اپنے کمال پر تھی۔ اور بچہ بچہ شعر کہتا۔ اور سمجھتا تھا۔ اس حالت میں اگر رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی شعر کہتے۔ تو عرب اسے کوئی خاص کمال نہ سمجھتے۔ وہ خیال کرتے۔ کہ جیسے ہم شعر کہہ رہے ہیں۔ اسی طرح بعض اشعار محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہہ دیتا ہے ؛؛

پس چونکہ شعر گوئی کا ان پر کوئی خاص اثر نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے شعر کی بجائے آپ کو نثر میں وہ کمال عطا فرمایا۔ کہ سارے عرب کی زبانیں آپ کے مقابلہ میں گنگ ہو گئیں۔ اور انہیں تسلیم کرنا پڑا۔ کہ یہ کلام کسی فوق البشر ہستی کا ہے انسان کا نہیں۔ یہی اس آیت کا مطلب ہے۔ اور اسی حکمت کے پیش نظر اللہ تعالےٰ نے آپ کو نظم کی بجائے نثر میں کلام عطا فرمایا۔ اور اس کا سکہ اور دبدبہ اہل عرب کے قلوب پر بٹھا دیا۔ علاوہ ازیں اس آیت میں اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کا استثنیٰ بھی ہے ؛؛

حقیقت یہ ہے۔ کہ اس قسم کے اعتراضات کرنے والے عموماً سلا طبع لوگ ہیں جنہیں اشعار سے کوئی لگاؤ نہیں۔ ورنہ وہ لوگ جو اشعار کا لطف جانتے ہیں کبھی ایسا لغو اعتراض نہیں کر سکتے۔ اور اگر اشعار سے مخالفین کو اتنا بغض ہے۔ کہ وہ پسند ہی نہیں کر سکتے کہ کسی نبی کی زبان پر شعر آسکے۔ تو نثر میں کونسی ایسی خوبی ہے۔ کہ اس کا نبی میں پایا جانا قابل اعتراض نہیں۔ اگر اشعار میں بعض دفعہ ہجو ہوتی ہے تو نثر میں بھی ہجو ہو سکتی ہے۔ اور اگر اشعار میں فحش ہو۔ تو نثر میں بھی فحش گوئی ہو سکتی ہے۔ اس صورت میں انہیں نثر اور نظم دونوں کے خلاف آواز اٹھانی چاہیئے۔ اور کہنا چاہیئے۔ کہ نبی وہ ہوتا ہے جو نعوذ باللہ نہ شعر کہہ سکے۔ اور نہ نثر میں گفتگو کر سکے ؛؛

52

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرامؓ کا بے مثال عشق

ذوق نے محبت کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے ؎

اب زباں پر بھی نہیں آتا کہیں الفت کا نام
اگلے مکتوبوں میں کچھ رسم کتابت ہو تو ہو

یہ بات دنیوی تعلقات پر نظر دوڑاتے ہوئے تو ایک حد تک درست تسلیم کی جا سکتی ہے۔ اور ماننا پڑتا ہے۔ کہ واقعہ میں باہمی تعلقات میں [illegible] محبت مفقود ہے۔ لیکن دینی لحاظ سے جب ہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کے حالات زندگی پر نظر دوڑاتے۔ اور ان کی اس محبت پر غور کرتے ہیں۔ جو انہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات کے ساتھ تھی تو ہمیں اگلے مکتوبوں کی رسم کتابت کا حوالہ دینے کی بجائے علی الاعلان کہنا پڑتا ہے۔ کہ حقیقی عشق و محبت کا سبق اگر کسی نے سیکھنا ہو تو وہ صحابہ کرام سے سیکھے۔

یہ امر محتاج تصریح نہیں کہ مرشد اور مرید کا تعلق نہایت نازک ہوتا ہے۔ ایسا نازک کہ بعض اوقات معمولی سی خلاف توقع بات مرید کا قدم ڈگمگا دینے کے لئے کافی ہوتی ہے۔ لیکن باوجود تعلق کی اس نزاکت کے صحابہ کرام کا بڑے سے بڑے مصائب کی پروا نہ کرنا اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر خطرناک سے خطرناک مشکلات کو برداشت کرتے چلے جانا جہاں ان کے اس اخلاص اور قلبی لگاؤ کا ایک بین ثبوت ہے۔ جو ان کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ وہاں آپ کی صداقت و حقانیت کی بھی یہ ایک کھلی دلیل ہے۔ کیونکہ حقیقی محبت کبھی جھوٹے اور مفتری انسان سے نہیں ہو سکتی۔ اس محبت و عشق کے ثبوت میں اگرچہ بکثرت واقعات پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مگر مثال کے طور پر تاریخ اسلام سے صرف سات واقعات ہدیۂ احباب کئے جاتے ہیں۔

(۱)

حضرت خبیبؓ ایک بہت بڑے صحابیؓ [illegible] ایک [illegible] پر کفار انہیں گرفتار کر کے قتل کرنے کے لئے جنگل کی طرف لے گئے۔ اور انہوں نے تمام لوگوں کو اکٹھا کیا۔ تاکہ سب یہ ہولناک منظر دیکھیں۔ جب وہ اس صحابی کو شہید کرنے کے لئے مقتل کی طرف لے جا رہے تھے تو رؤسا قریش میں سے ابوسفیان بن حرب اس صحابی سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا سچ کہنا کیا تمہارا دل نہیں چاہتا۔ کہ تمہاری جگہ اس وقت ہمارے ہاتھوں میں محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوتا۔ اور ہم اسے تمہاری جگہ قتل کرتے۔ اور تم بڑے مزے سے اپنے گھر میں بیٹھے رہتے اس صحابی نے جواب دیا واللہ ما احبُّ ان محمداً الآن فی مکانہ الذی ھو فیہ تصیبہٗ شوکۃٌ توذیہ وانّی لجالسٌ فی اھلی۔ کہ خدا کی قسم میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا۔ کہ میری یہاں جان بچے اور اس کے عوض اپنے گھر بیٹھے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا تک چبھے ابوسفیان بن حرب نے جب یہ جواب سنا تو بے اختیار کہہ اٹھا۔ کہ ما رأیت من الناس احداً یحبُّ احداً کحُبِّ اصحاب محمدٍ محمداً

(سیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صفحہ ۱۸۹)

کہ واللہ میں نے کسی شخص کو کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا۔ جتنی اصحاب محمد محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے کرتے ہیں۔

(۲)

حدیبیہ کے مقام پر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے اپنے عشق و محبت کا جس رنگ میں مظاہرہ کیا۔ اس کی نظیر بھی کسی اور جگہ نہیں مل سکتی۔ اس موقعہ پر کفار کا ایک بہت بڑا رئیس بھی موجود تھا۔ اور اس نے خود وہ نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور اس قدر اس سے متاثر ہوا کہ وہ قریش کے پاس جا کر کہنے لگا۔

واللہ لقد وفدت علی الملوک ووفدت علی کسریٰ وقیصر والنجاشی۔ واللہ ان رأیت ملکاً قطّ یعظّمہ اصحابہ ما یعظم اصحاب محمدٍ محمداً واللہ ان ینخم نخامۃ الّا وقعت فی کفّ رجلٍ منھم فدلک بھا وجھہ وجلدہ واذا امرھم ابتدروا امرہٗ واذا توضّأ کادوا یقتتلون علی وضوءہ واذا تکلّموا عندہ خفضوا اصواتھم وما یحدّون النظر الیہ تعظیماً لہ۔

(طبری جلد ۲ صفحہ ۱۵۳۲)

کہ خدا کی قسم میں بڑے بڑے بادشاہوں کے پاس گیا۔ میں نے کسریٰ کو بھی دیکھا۔ اور اس کی رعیت کو بھی۔ میں نے قیصر کو بھی دیکھا۔ اور اس کی رعیت کو بھی۔ میں نے نجاشی کو بھی دیکھا۔ اور اس کی رعیت کو بھی۔ مگر مجھے ایک بھی بادشاہ ایسا نہیں ملا۔ جس کی تعظیم اس حد تک اس کی رعیت کرتی ہو۔ جس حد تک محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھی اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے کوئی تھوک نہیں پھینکی۔ مگر لوگ اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھاتے۔ اور اپنے چہروں اور جسموں پر ملتے۔ وہ انہیں کوئی حکم نہ دیتا مگر فوراً لوگ اس کی تعمیل کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اور جلد سے جلد اسے پورا کر کے دکھاتے۔ وہ وضوء کرتا تو اس کے ساتھی اس کا ہر قطرہ اٹھاتے۔ اور اپنے مونہوں اور اپنے ہاتھوں پر ملنے لگتے۔ وہ جب بات کرتے۔ تو اس کے سامنے اپنی آواز کو نیچا رکھتے۔ اور کبھی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے

(۳)

احد کے مقام پر جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اعداء و مخالفین کی طرف سے ایک شدید زخم پہنچا۔ اور آپ نڈھال ہو کر ایک گڑھے میں جا پڑے۔ اور آپ پر بعض اور مسلمان شہادت حاصل کرتے ہوئے گر گئے۔ تو اس وقت بعض صحابہ نے یہ گمان کیا۔ کہ شاید رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ اس چونکا دینے والی خبر نے یہ اثر پیدا کیا۔ کہ بعض صحابہ میدانِ جنگ میں سر جھکا کر بیٹھ گئے۔ اور خون کے آنسو بہانے لگ گئے۔ اس موقعہ پر ایک مسلمان سپاہی جسے اس واقعہ کا علم نہ تھا ان کے پاس سے گزرا۔ اور اس نے ایک صحابی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کہ اس طرح سر جھکا کر بیٹھے ہو۔ اس صحابی نے جواب دیا تمہیں پتہ نہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ اس نے کہا اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے ہیں۔ تو پھر ہماری زندگی اپنے محبوب کی جدائی میں بے سود ہے۔ آؤ ہم بھی وہیں چلیں۔ جہاں ہمارا پیارا گیا۔ اور آؤ کہ ہم اس دنیا کے جھگڑوں سے اللہ تعالےٰ کی خاطر جان دے کر آزاد ہو جائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور یہ کہتے ہوئے اس نے تلوار ہاتھ میں لی - اور دشمنوں کی صفوں پر ٹوٹ پڑا - اور اس جرأت اور دلیری کے ساتھ لڑا - کہ دشمنوں میں ہلچل مچ گئی - مگر چونکہ وہ اکیلا تھا - اور دشمن زیادہ - اس لئے وہ میدانِ جہاد سے زندہ واپس نہ لوٹ سکا - اور شہادت کا جام پیتے ہوئے اپنے مولیٰ کے دربار میں حاضر ہو گیا - جب اس جاں نثار صحابی کی نعش میدان جنگ میں تلاش کی گئی - تو اس کے ستر ٹکڑے پائے گئے ؛

(۴)

جنگِ اُحد ختم ہونے پر جب صحابہؓ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گڑھے میں سے نکالا - اور آپ کو اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے زندہ اور سلامت دیکھا - تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی - اور انہوں نے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے زخمیوں کی دیکھ بھال شروع کی - ایک صحابی جو میدانِ جنگ میں اپنے کسی رشتہ دار کو تلاش کر رہے تھے - انہوں نے ایک جگہ دیکھا - کہ ایک صحابی زخموں سے کراہ رہا ہے - اس کی دونوں لاتیں کٹی پڑی ہیں - اور وہ نزع کی حالت میں گرفتار ہے - یہ صحابی اس کے قریب گئے - اور جب اسے محسوس ہوا کہ کوئی اور مسلمان میرے سرہانے کھڑا ہے - تو اس نے بجائے کوئی اور بات کہنے کے صرف یہ پوچھا - کہ بتاؤ - رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے - جب اس نے جواب دیا - کہ آپ تو بحمد اللہ خیر و عافیت سے ہیں تو اس کا چہرہ خوشی سے تمتما اُٹھا - اور کہنے لگا - الحمد للہ - اب میں نہایت خوشی سے اپنی جان خدا کے سپرد کروں گا پھر اس نے اس صحابی کا ہاتھ پکڑا - اور اُسے لرزتی ہوئی زبان اور کانپتے ہونٹوں کے ساتھ کہا - میری ایک وصیت ہے - جو میرے عزیزوں اور دوستوں کو پہونچا دینا - اور وہ یہ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا تعالےٰ کی ایک بہترین امانت ہیں - اور اُن کی حفاظت تمہارے سپرد ہے - دیکھنا جب تک ایک بھی جھپکنے والی آنکھ تم میں موجود ہے اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ ہو - اور یہ کہتے ہوئے وہ مسکرایا - اور ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا ؛

(۵)

اسی جنگ کے موقعہ پر جب یہ افواہ مشہور ہوئی - کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے ہیں - تو مدینہ کی عورتیں اور بچے دیوانہ وار میدانِ حرب کی طرف بھاگے - مگر راستے میں لشکر اسلامی واپس لوٹ رہا تھا - یہ دیکھ کر ایک عورت آگے بڑھی اور اس نے ایک سپاہی سے پوچھا - بتاؤ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے - اُسے چونکہ معلوم تھا - کہ آپ تو بخیریت ہیں - اس لئے کچھ زیادہ پرواہ نہ کرتے ہوئے کہنے لگا - اے عورت تیرا باپ اس جنگ میں شہید ہو گیا ہے وہ حیران ہوئی - اور کہنے لگی - میں نے تجھ سے اپنے باپ کے متعلق نہیں پوچھا - میں تو تجھ سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دریافت کر رہی ہوں - وہ کہنے لگا - اے عورت تیرے بھائی بھی اس جنگ میں شہید ہو گئے ہیں - وہ یہ سنکر پھر غصہ سے بولی - مجھے بھائیوں کا بھی حال نہیں چاہیئے - مجھے بتاؤ - کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے - اس نے کہا - کہ آپ تو خدا تعالےٰ کے فضل سے بخیریت ہیں - وہ یہ سنکر بے اختیار کہنے لگی - اگر آپ زندہ ہیں - تو پھر ساری دنیا زندہ ہے مجھے اس بات کی پرواہ نہیں - کہ میرا باپ شہید ہوا - یا میرے بھائی اس جنگ میں کام آئے ہیں ؛

(۶)

پھر یہ محبت صرف بیرونی واقفیت رکھنے والے صحابہ اور صحابیات کے دلوں میں ہی نہیں پائی جاتی تھی - بلکہ اہلی اور خانگی زندگی کی واقف و راز دان بیویاں اس سے بھی زیادہ محبت والفت رکھتی تھیں - چنانچہ حضرت ام حبیبہ رضؓ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں - ان کا باپ ایک بڑی مدت کے بعد انہیں ملنے کے لئے آیا - وہ چونکہ ابھی تک داخلِ اسلام نہیں ہوئے تھے - اس لئے جب وہ ملنے آئے اور ایک بستر پر بیٹھنے لگے - تو اُن کی بیٹی حضرت ام حبیبہ رضؓ نے وہ بستر جلدی سے اُن کے نیچے سے کھینچ لیا - اور اس کو لپیٹ کر ایک طرف رکھ دیا - ان کا والد یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا - اور کہنے لگا - یا بُنَیَّۃُ ما ادری ارغبتِ لی عن ھٰذا الفراش ام رغبتِ بہٖ عنّی - کہ اے میری بیٹی مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا - کہ یہ بستر تو نے میرے نیچے سے اس لئے کھینچا ہے - کہ یہ عمدہ بستر کہیں خراب نہ ہو جائے - یا تو نے میری ایسی اعلےٰ شان سمجھی ہے کہ تیرے نزدیک یہ معمولی اور حقیر بستر میرے بیٹھنے کے قابل نہیں - یہ بات سنکر ام حبیبہ رضؓ کہنے لگیں - بل ھو فراش رسول اللّٰہ وانت مشرک نجسٌ - کہ نہیں - ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں - بلکہ اصل بات یہ ہے - کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر ہے - اور آپ مشرک اور نجس ہیں - آپ کی یہ شان کب ہے - کہ آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر مبارک پر بیٹھیں ؛

ان کا باپ غصہ میں کہنے لگا - واللّٰہ لقد اصابک بعدی شرٌّ (زاد المعاد جلد اول) کہ خدا کی قسم تجھے تو گمراہی لاحق ہو گئی ہے ورنہ میرے پاس تو تیرے ایسے خیالات ہرگز نہ تھے - حضرت ام حبیبہ رضؓ پھر بولیں - کہ میرے باپ اللہ تعالےٰ نے مجھے اسلام کی ہدایت دی ہے وانت تعبد حجرًا لا یسمع ولا یبصر واعجبًا منک یا ابت وانت سید قریشٍ وکبیرھا - (سیرۃ الحلبیہ جلد ۳ صہ ۸۲) اور آپ بتھر کے اُن بے جان بُتوں کو پوجتے ہیں جو نہ سنتے ہیں - اور نہ دیکھتے ہیں - اے میرے باپ آپ تو قریش کے سردار ہیں - کچھ عقل اور سمجھ سے بھی کام لیں - اور بتوں کی پرستش چھوڑ دیں - ان کا باپ اس کا کیا جواب دے سکتا تھا - وہ تھوڑی دیر ٹھہرا - اور پھر چلا گیا ؛

(۷)

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مرض الموت سے بیمار ہوئے - اور آپ کو یقین ہوا - کہ اب میں تھوڑے دنوں تک اس دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف کوچ کرنے والا ہوں - تو آپ نے اپنی عزیز بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو اپنے پاس بلایا اور انہیں کان میں آہستگی سے کہا - کہ میری بیٹی اب میں اس مرض سے جانبر ہونے والا نہیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بے اختیار رو پڑیں - اور بڑی دیر تک روتی رہیں - رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دیکھ کر انہیں دوبارہ بلایا - اور فرمایا - میری بیٹی! مجھے اپنے خاندان میں سے سب سے پہلے عالمِ اُخروی میں تو ہی آکر ملے گی - رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ بات سُنکر اُن کے چہرے پر خوشی کے آثار ہویدا ہوئے - وہ مسکرائیں اور نہایت خوشی سے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئیں ؛
(بخاری جلد ۲ - صہ ۱۹۲ کتاب بدء الخلق باب علامات النبوۃ فی الاسلام)

آہ! کتنا عجیب نظارہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جُدائی اور فراق کی خبر نے انہیں رُلا دیا -

53

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر اپنی موت کی خبر نے انہیں اس وجہ سے ہنسا دیا۔ کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سب سے پہلے جا کر ملیں گی ؟

جماعت احمدیہ سے خطاب

غرض رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام اور صحابیات رضہ کو جو عشق تھا۔ اس سے تاریخ اسلام بھری پڑی ہے۔ یہی وہ عشق تھا جس کے نتیجہ میں انہیں بارگاہ ایزدی سے رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ کا سارٹیفکیٹ ملا۔ اور انہوں نے اللہ تعالےٰ کی رضا دائمی طور پر حاصل کر لی۔ آج جماعت احمدیہ کو بھی اللہ تعالےٰ نے صحابہ کرام کا مثیل بنا کر دنیا میں بھیجا ہے۔ اور اس کا بھی یہ فرض ہے۔ کہ وہ پھر تاریخ کے ان واقعات کو دہرائے اور اپنی بے مثال محبت کا ثبوت لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ بیشک آج رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں نہیں۔ اور نہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز اطہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں موجود ہیں۔ مگر آپ کے خلیفہ برحق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ موجود ہیں۔ جن کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئیاں کیں اور جن کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اللہ تعالےٰ سے متواتر الہامات پا کر اہل عالم کو اس مسیحی نفس کے آنے کی خوشخبری دی ؟

پس آج جماعت احمدیہ اس رنگ میں اپنی محبت کا ثبوت پیش کر سکتی ہے۔ کہ وہ اپنی جانیں اور اپنے اموال حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے احکام پر فدا کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہے اور اس میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے۔ حضور نے اس وقت جماعت احمدیہ کے سامنے ایک اہم پروگرام تحریک جدید کا پیش کیا ہوا ہے۔ جو ہر قسم کی جانی اور مالی قربانیوں پر مشتمل ہے۔ جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔ کہ وہ اس پروگرام کو اپنا لائحہ عمل قرار دیتے ہوئے تمام مردوں عورتوں اور بچوں کو ان مطالبات پر عمل کرنے کی تحریک کرے۔ تا ہمارا نام بھی عشاق مسیح موعود کے زمرہ میں لکھا جائے۔ اور تا ہم میں سے ہر شخص کہہ سکے۔ کہ ؎

در کوئے تو اگر سرِ عشاق را زنند
اول کسے کہ لافِ تعشق زند منم

ہندوستان میں فسادات اور ان کی روک تھام

ایک گزشتہ پرچہ میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ فرقہ وار فسادات دراصل ہندوؤں کی طرف سے بپا کئے جاتے ہیں۔ اور اس کے ثبوت میں ان کے ایک موقر اخبار کا بیان پیش کیا گیا ہے۔ اس اخبار اور اس کے نامہ نگار کی رائے میں فرقہ وار فسادات کو روکنے کی آسان اور مؤثر ترین تدبیر یہ ہے کہ ہندوستان سے ذبیحہ گائے کا انسداد کر دیا جائے۔ اور کسی کو اس کی اجازت نہ دی جائے ؟

اس تجویز کی نامعقولیت کسی تبصرہ کی محتاج نہیں۔ اگر مختلف اقوام میں اتحاد کا یہ اصول تسلیم کر لیا جائے تو ہندوستان میں کسی قوم کا نہ مذہب باقی رہ سکتا ہے۔ اور نہ تمدن۔ یہ طریق اتحاد کا نہیں۔ بلکہ اختلافات اور فسادات کا ہے۔ کیونکہ یہ سلسلہ لا متناہی ہوگا۔ اور مختلف اقوام کے اندر سے رہی سہی رواداری اور برداشت کا بھی جنازہ نکل جائے گا

ہم بتا چکے ہیں کہ ویدک زمانہ میں جبکہ لوگ اپنے مذہب کے موجودہ زمانہ کی نسبت بہت زیادہ پابند تھے۔ ہندوستان میں خالص ویدک دھرم تھا۔ کوئی غیر قوم یہاں آباد نہ تھی۔ جس کے تمدن کا اثر ہندوؤں پر پڑنے کا امکان ہو۔ اس مذہب کے قیام اور مذہبی کتب کے نزول پر بہت تھوڑا زمانہ گزرا تھا۔ اس لئے لازماً اس کا رنگ بہت گہرا تھا۔ ہندوؤں کے اس گائے کے گوشت کا استعمال ہندو مورخین کے نزدیک بھی مسلم ہے۔ ان حالات میں آج بعض ہندوؤں کا اس پر چیں بہ جبیں ہونا اور اس پر ہندو مسلم فسادات کی بنیاد رکھ کر اس کے انسداد کا مطالبہ کرنا بالکل لغو ہے ؟

اسی سلسلہ میں آج ہم ایک اور ہندو مؤرخ کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ لالہ لاجپت رائے صاحب کی طرح ہندو مہاسبھا کے سرگرم کارکن بھائی پرمانند صاحب نے بھی ہندوستان کی تاریخ پر ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں بالخصوص ہندو زمانہ کے واقعات کی بہت چھان بین کی ہے۔ چنانچہ "خوراک اور عام اطوار" کے عنوان کے ماتحت وہ اپنی تحقیقات کا نتیجہ یوں بیان کرتے ہیں۔

"مغربی عالموں کا خیال ہے۔ کہ گوشت آریوں کی خوراک کا بڑا حصہ تھا۔ اسے وہ دماغ کی طاقت بڑھانے والا سمجھتے تھے۔ یدھشٹر کے اشومیدھ یگیہ میں اتنے پرندے اور جانور بلیدان کئے گئے تھے۔ کہ جن کا کوئی شمار نہیں۔ جو جانور یگیہ میں مارے جاتے تھے ان کا گوشت کھایا جاتا تھا۔ . . . . دہرت۔ راشٹر۔ درپودھن سے سوال کرتا ہے۔ جب وہ یدھشٹر کے راج سویہ یگیہ سے واپس آیا۔ تم چاول گوشت کے ساتھ کھاتے ہو۔ پھر کیوں کمزور ہوتے ہو" صفحہ ۱۲۵-۱۲۴

مشہور چینی سیاح ہیون سانگ کی ہندوستان میں آمد کا ذکر کرنے کے بعد بھائی پرمانند جی نے اس کے تحریر کردہ سفرنامہ کے اقتباسات پیش کئے ہیں چنانچہ وہ بیان کرتا ہے۔

" بوچڑ۔ ماہی گیر۔ تماشہ کرنے والے جلاد اور بھنگی شہر سے باہر رہتے ہیں" (صفحہ ۲۰۲)

اس تحریر سے بھی ثابت ہے کہ اس زمانہ میں نہ صرف گائے کا گوشت استعمال کیا جاتا تھا۔ بلکہ یہ کام اس کثرت سے ہوتا تھا۔ کہ موجودہ زمانہ کی طرح ایک طبقہ باقاعدہ یہ کاروبار کرتا تھا۔ اور یہ تو ظاہر ہے۔ کہ اگر بھائی پرمانند صاحب کسی لفظ کا ترجمہ بوچڑ کریں۔ تو اس کے کیا معنے سمجھے جا سکتے ہیں ؟

پھر یہی سیاح لکھتا ہے۔

" دودھ۔ گھی۔ چینی۔ چینی کی مٹھائی۔ بھونا ہوا اناج میٹھا تیل عام خوراک ہے۔ کبھی کبھی مچھلی اور گوشت بطور اعلےٰ خوراک کے استعمال کئے جاتے ہیں۔ بیل گدھے ہاتھی۔ گھوڑے۔ کتے۔ لومڑ۔ بھیڑیے شیر۔ بندر وغیرہ کا گوشت منع ہے اس کو کھانے والا نیچ سمجھا جاتا ہے" (صفحہ ۲۰۴)

اس سے بھی ہمارے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے۔ کہ ویدک زمانہ میں گوشت اور پھر گائے کا گوشت استعمال ہوتا تھا ورنہ کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ بیل کے ساتھ ممنوعہ اشیاء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی فہرست میں گائے کا نام نہ دیا جاتا۔

اس حوالہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس چیز کو آج ہندوستان میں فسادات کا باعث قرار دیا جا رہا ہے۔ وہ اس زمانہ میں نہ صرف یہ کہ استعمال کی جاتی تھی۔ بلکہ اعلےٰ خوراک سمجھی جاتی تھی۔ بنا بریں ہندوؤں کے لئے یہ امر ہرگز زیبا نہیں۔ کہ وہ مسلمانوں پر گاؤ کشی کی وجہ سے کسی قسم کی خفگی کا اظہار کریں۔

جہاں تک ہم سمجھتے ہیں مسلمانوں کے نزدیک بھی گاؤ کشی کو اسی وجہ سے زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔ کہ ہندو اسے بجبر بند کرانا چاہتے ہیں اور مسلمان چونکہ حفاظت کرتے ہیں اور اسی کشمکش میں مسئلہ گاؤ کشی ہندوستان کے اہم مسائل میں سے بن گیا ہے۔ اگر یہ صورت حالات ہندوؤں کی طرف سے پیدا نہ کی جاتی نیز ملک کی اکثریت ہونے کے لحاظ سے مسلمانوں کے ساتھ دوسرے امور میں بھی روادارانہ اور فیاضانہ سلوک کیا جاتا۔ ان کے ساتھ احسان اور شفقت کا سلوک روا رکھا جاتا۔ تو کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ ہندو مسلم فسادات کے بادل افق ہندوستان پر اس طرح چھائے رہتے۔ اور امن و امان معرض خطر میں پڑا رہتا۔

پس فسادات کو دور کرنے کا یہ ذریعہ ہرگز نہیں۔ جو معاصر ہندو نے پیش کیا ہے۔ بلکہ اس کے لئے ہندوؤں کی ذہنیت میں تبدیلی لازمی ہے۔ اور جب تک یہ نہ ہوگی فسادات کا سلسلہ بند نہ ہو سکیگا۔

یہ امر بیحد افسوسناک ہے کہ باوجود ہندوؤں اور مسلمانوں کی اس متحدہ دلی خواہش کے کہ ہمارا آپس میں اتحاد ہو پھر بھی آئے دن لڑائی جھگڑے اور فرقہ وار فسادات ہوتے رہتے ہیں۔ ایسے فسادات یقیناً بہت افسوسناک ہیں۔ مگر اس کی تہ میں بہت حد تک گاؤ کشی کا جذبہ بھی کام کرتا ہے۔ اگر ہندو دوست اپنی پرانی تاریخ کو مدنظر رکھتے ہوئے رواداری سے کام لیں تو امید کی جا سکتی ہے کہ ہندوستان کی فضا کا تکدر جاتا رہے۔ اور روز روز کے جھگڑوں سے ملک کو امن حاصل ہو جائے۔

خدام الاحمدیہ کے پروگرام پر ایک نظر

قومی ترقیات کا انحصار زیادہ تر ان نوجوانوں کی علو ہمت بلند نظر اور پختگی عزائم پر ہوتا ہے۔ جو عنفوان شباب میں محنت کش ہوں۔ اور ان میں قومی ذمہ داری کا احساس ہو۔ اس لئے قومی رہنما ایام طفولیت میں ان کی ایسے رنگ میں تربیت کرنا چاہتے ہیں جس سے وہ عالم شباب میں قوم کے لئے مفید وجود ثابت ہوں۔

اسی مقصد کے پیش نظر آقائنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے بیش قیمت لمحے نوجوانان احمدیت کی بہبودگی کے لئے غور و فکر میں صرف فرمائے۔ انہیں مجلس خدام الاحمدیہ کی سلک میں منسلک فرمایا۔ اور ان کے سامنے وہ لائحہ عمل رکھا۔ جس کی ہر شق مقصد و فوائد پر منتج ہوتی ہے

مجلس خدام الاحمدیہ کے پروگرام کی ایک شق یہ ہے۔ کہ ہر ممبر کم از کم نصف گھنٹہ روزانہ دوسرے ممبروں کے ساتھ مل کر مقرر کردہ پروگرام کے مطابق اپنے ہاتھ سے کام کرتا ہوا خدمت خلق کرے۔ اور اس پر عمل نہ کرنے کی صورت میں ہر سزا برداشت کرنے کے لئے تیار ہو۔ نظر بظاہر یہ شق کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی۔ شائد اسی لئے بعض نوجوان اس پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ہچکچاتے ہیں۔ مگر آقائنا ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی دوربین نگاہ کا انتخاب کوئی معمولی بات نہیں۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ حضور جو ارشاد فرمائیں وہ بے شمار برکات اور فوائد کا موجب نہ ہو اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں چند فوائد پیش کرتا ہوں۔

(۱)

قومی ترقیات نظام کے استحکام سے وابستہ ہوتی ہیں۔ ان تمام افراد کے لئے جو اس سلک میں منسلک ہوں ایک پروگرام بنایا جاتا ہے۔ کچھ اصول وضع کئے جاتے ہیں۔ اور ان سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ ان پر عمل پیرا ہوں۔ اور اس جادہ پر گامزن ہو کے اس مقصد کو حاصل کریں۔ جو اس قوم کے پیش نظر ہوتا ہے انفرادی رجحان قومی ترقی کی خاطر قربان کر دئے جاتے ہیں۔ چھوٹے بڑے مقصد ملی و قومی کی تحصیل میں مشکلات و مصائب برداشت کرتے اور خطرات میں سے گزرتے ہیں جب تک قوم کے افراد میں نظام کے احترام کا جذبہ موجود نہ ہو اس وقت تک اس کا شیرازہ منتشر رہتا ہے اور وہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں ناکام رہتی ہے۔

پس قومی ترقی کے لئے اولین گُر یہ ہے۔ کہ اس کے افراد میں نظام کے احترام کا جذبہ پیدا کیا جائے چنانچہ مجلس خدام الاحمدیہ کے پروگرام میں مذکورہ بالا شق شامل کرنے کا یہ مقصد ہے۔ کہ نوجوانوں میں قومی ذمہ داری کا احساس پیدا کیا جائے۔ انہیں ایک جماعت میں منسلک کر کے ایک زعیم کے حکم کے تابع دیگر ارکان کے ساتھ مل کر کام کرنیکا عادی بنایا جائے۔ ان میں نظام سلسلہ کا احترام پیدا کیا جائے۔ اور یہ سبق دیا جائے کہ انفرادی رجحانات خواہ کچھ ہی ہوں شخصی ضروریات خواہ کیسی ہی اہم ہوں انہیں نظام کی خاطر ہر کیف قربان کر دینا قومی ترقی کے لئے ضروری ہے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں تیز گام اصحاب کے ہمراہ بعض سست گام بھی ہیں جن کیلئے دیگر احباب کے قدم بقدم چلنا مشکل امر ہے۔ اس لئے جملہ فرزندان احمدیت کو قدم بقدم چلانے انہیں بیدار کرنے انہیں احساس ذمہ داری پیدا کرنے اور انہیں قومی ضروریات اور نظام سلسلہ کی اہمیت سے واقف کرنے کیلئے مجلس کے پروگرام میں یہ امر داخل کیا گیا ہے۔ کہ ہر ممبر سستی ترک کر کے ذاتی ضروریات کو نظر انداز کر کے باقاعدہ روزانہ کم از کم نصف گھنٹہ یہ سبق حاصل کرے۔ کہ نظام سلسلہ ہر کیف واجب الاحترام ہے اور اس کے عدم احترام پر ہر سزا بخوشی قبول کر لینا فرض ہے۔

(۲)

اس شق میں مل کر کے نقطہ سے افراد جماعت میں باہم تعاون کی روح پیدا کرنا مقصود ہے بظاہر ایک رنگ میں رنگین ہونا قلوب میں یکجہتی پیدا کرنے کا باعث ہوتا ہے۔ اور ظاہری و باطنی اتحاد و اتفاق کامیابی کی کلید ہے۔ وہ جماعت جس کے افراد باہم گر لڑتے جھگڑتے اور ایک دوسرے کے خلاف جذبات رکھتے ہوں جماعت کہلانے کی مستحق نہیں۔ کہ یہ جماعت یکجہتی اور یک رنگی کی مقتضی ہے۔

(۳)

وہ احباب جو مجلس کے پروگرام کے مطابق ہاتھ سے سڑکوں گلیوں کی صفائی کرتے ہیں۔ محتاجوں کا بوجھ اٹھاتے اور مسافروں کی امداد کرتے ہیں یقیناً اپنے نفسوں کو مارتے اور جھوٹی عزت کو خیرباد کہہ کے ایسا کرتے ہیں۔ یہ کام جنہیں عوام میں باعث ذلت تصور کیا جاتا ہے تبھی سرانجام دئے جا سکتے ہیں۔ جبکہ غلط احساس خودداری و عزت نفس کو مٹا کے اس کی بجائے خدمت خلق کی خاطر ہر قسم کی تکلیف اور ذلت برداشت کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ یہی ذہنی انقلاب پیدا کرنا انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا ایک مقصد ہوتا ہے۔ پس اس شق سے نفس کشی کی بھی مشق ہوتی ہے۔

(۴)

جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر موقعہ پر قربانی اور ایثار کی شاندار مثالیں پیش کرتی ہے جس سے اہل عالم محو حیرت ہیں مگر مسلسل و دائم قربانی کرتے چلے جانیکا احساس اس کے ہر فرد میں ابھی کافی حد تک پیدا نہیں ہوا۔ ہنگامی ضروریات کیلئے وقتی جوش کے ماتحت بڑی قربانی اتنی قابل قدر نہیں ہوتی جتنی کہ چھوٹی قربانی پیہم و مسلسل اور متواتر ہوتی ہے تین یا ساڑھے تین گھنٹہ ہفتہ میں ایک دفعہ دینے سے وہ مقصد حاصل نہیں ہوتا جو روزانہ نصف گھنٹہ خدمت خلق میں صرف کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ کہ موخر الذکر کام تھوڑی مگر جماعتی مفاد کی خاطر متواتر و مسلسل قربانی کا ہمیں سبق دیتا ہے اگر اس سبق کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا جائے تو ہمیں زندگی کے ہر شعبہ اور خدمت دین کی ہر شق میں بیشمار فوائد حاصل ہو سکتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۵)

وہ قومیں کبھی ترقی نہیں کر سکتیں جن کے افراد سست اور کاہل ہوں۔ بام رفعت پر صرف وہی قومیں پہنچتی ہیں۔ جو محنت و مشقت کی عادی ہوں۔ جاپانی آج اپنی قلیل آبادی کے باوجود محض محنت کی بدولت ہر رنگ میں دیگر کثیر التعداد اقوام پر سبقت لے جا رہے ہیں۔ مگر ہندوستانی اپنی ۳۵ کروڑ آبادی کے باوجود سستی و کاہلی کی بدولت پسماندہ اقوام میں شمار کئے جاتے ہیں جو شخص اپنے فارغ اوقات میں سے ہر روز کم از کم نصف گھنٹہ محنت و مشقت کے کاموں میں صرف کرتا ہے وہ گویا ہر قسم کی مشقت برداشت کرنے کے لئے اپنے تئیں تیار کرتا ہے جو کامیابی کیلئے پیش خیمہ ہے۔

(۶)

مزدور اور سرمایہ دار کے جھگڑے آج امن عالم کو تہ و بالا کر رہے ہیں جس کی وجہ تمدن و معاشرت میں عدم مساوات ہے۔ مزدور دن بھر کا تھکا ماندہ رات جھونپڑی میں بسر کرتا ہے۔ تو سرمایہ دار دن رات مرغوب کن کوٹھیوں میں عیش و عشرت میں بسر کرتے ہیں۔ ان دونوں کے درمیان کچھ بھی یگانگت نہیں۔ اگر امیر و غریب میں مساوات قائم کر کے انہیں ایک ہی سٹیج پر کھڑا کیا جائے۔ تو آج یہ جھگڑے دور ہو سکتے ہیں۔ اور دنیا میں امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم میں سے ہر طبقہ کے احباب روزانہ نصف گھنٹہ دوش بدوش کھڑے ہو کر ایک ہی قسم اور ڈھنگ کا کام کریں۔ تو ان میں تفاوت و عدم مساوات کی بجائے اخوت و مساوات قائم ہو جائے گی۔

(۷)

اکثر نوجوان اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر کچھ وقت ادھر ادھر کی باتوں میں گذارتے ہیں۔ جو نہ صرف ضیاع وقت ہے بلکہ اس سے غیبت اور تمسخر کی عادت بھی پیدا ہوتی ہے۔ جو اسلام میں ممنوع ہے۔ اس شق کے ذریعہ نوجوانوں کو توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ فارغ اوقات فضول باتوں میں ضائع کرنے کی بجائے مفید کاموں میں صرف کریں۔ تا وہ غیبت کے گناہ سے بچیں۔ خلق خدا کے لئے مفید ہوں۔ اور خدا تعالیٰ کی رضاء حاصل کریں۔

(۸)

بے قاعدگی قومی کیرکٹر پر بدنما دھبہ ہے جو قومی اعتماد کو سخت صدمہ پہنچاتی ہے وہ قوم بالکل ناقابل اعتبار ہے۔ جس کے کاموں میں باقاعدگی نہ ہو۔ روزمرہ کے کاموں میں ہی دیکھ لیجئے۔ بے قاعدگی کس قدر مضر اثرات رکھتی ہے۔ مثلاً اگر ایک محتاج کے لئے آپ مسلسل کئی روز تک کھانا مہیا کریں۔ لیکن ایک دن آپ کسی وجہ سے اسے کھانا وقت پر نہ پہنچا سکیں۔ تو وہ کس قدر رنجیدہ ہوگا اور مہینوں کی خدمت ایک دن بے قاعدگی سے ضائع ہو جائے گی۔ اسی طرح آپ کبھی معذور کا سودا سلف روزانہ لا کر دیتے ہیں۔ اگر ایک دن ناغہ کر جائیں۔ تو اس کے اعتماد کو جو اسے آپ پر ہوگا۔ کس قدر رنج دہ صدمہ پہنچے گا۔ اسی لئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے۔ کہ انہیں کو اپنے اندر شامل کریں۔ جو یہ اقرار کریں۔ کہ وہ باقاعدگی سے کام کریں گے۔ بے قاعدگی سے کام میں کبھی برکت نہیں ہوتی (خطبہ جمعہ یکم اپریل ۱۹۳۸ء) متذکرۃ الصدر شق سے نہ صرف نصف گھنٹہ کے کاموں میں بلکہ نوجوانوں کے جملہ اعمال و افعال میں باقاعدگی پیدا کرنا بھی مقصود ہے۔ کیونکہ اس کام میں باقاعدگی انہیں دیگر امور میں باقاعدگی کا سبق دے گی۔

(۹)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

"اگر ان (نوجوانوں) کے ذہن میں یہ بات ڈال دی جائے۔ اور ان کے قلوب پر اس کا نقش کر دیا جائے۔ کہ جو شخص کام کرتا ہے وہ عزت کا مستحق ہے اور جو کام نہیں کرتا۔ بلکہ نکما رہتا ہے۔ وہ اپنی قوم اور اپنے خاندان کے لئے عار اور ننگ کا موجب ہے۔ اور یہ کہ معمولی دولت مند یا زمیندار تو الگ رہے۔ اگر ایک بادشاہ یا شہنشاہ کا بیٹا بھی نکما رہتا ہے۔ تو وہ بھی اپنی قوم اور اپنے خاندان کے لئے عار کا موجب ہے۔ اور اس چمار کے بیٹے سے بدتر ہے۔ جو کام کرتا ہے۔ تو یقیناً اگلی نسل درست ہو سکتی ہے۔ اور پھر وہ نسل اپنے سے اگلی نسل کو درست کر سکتی ہے۔ اور وہ اپنے سے اگلی نسل کو یہاں تک کہ یہ باتیں قومی کیرکٹر میں داخل ہو جائیں" (خطبہ جمعہ یکم اپریل ۱۹۳۸ء) متذکرۃ الصدر شق سے یہ امر بھی مقصود ہے۔ کہ نکمے پن اور بے کاری کی عادت کو نوجوانوں سے دور کیا جائے۔ اور انہیں کام کرنے کی ترغیب دی جائے۔

پس میں نوجوانان جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ سستیاں ترک کر کے اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہیں مجلس خدام الاحمدیہ کی رکنیت اختیار کر کے حضور ایدہ اللہ کے وضع فرمودہ پروگرام پر عمل پیرا ہوں۔ تا ان فوائد سے متمتع ہو سکیں۔ جو ان پر عمل پیرا ہونے سے حاصل ہوتے ہیں اور ان برکات سماویہ سے مستفید ہوں۔ جو ان پر عمل کرنے والوں کے لئے مقدر ہیں۔

خاکسار۔ خالد سکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ

مومن کی علامت یہ ہے کہ جو اسکے موُنہہ سے نکل جائے اسے پورا کرے

سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "کئی لوگ ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس مال ہوتا۔ تو یوں کرتے یوں کرتے۔ لیکن ان کی مثال ایسی ہی ہے۔ کہ جیسے کوئی بڈھا آدمی جو چارپائی پر پڑا ایڑیاں رگڑ رہا ہو کہے۔ کہ اگر مجھ میں طاقت ہوتی تو یوں جہاد کرتا۔ اگر ایک کنگال کہے۔ کہ میرے پاس مال ہوتا۔ تو میں یوں قربانی کرتا۔ تو اس کا کیا ثبوت ہے۔ کہ وہ ضرور ایسا کرتا۔ اس کی سچائی اسی طرح معلوم ہو سکتی ہے۔ کہ جو اس کے پاس ہے۔ وہ پیش کرے۔ یا جو قربانی اس کے لئے ممکن ہے۔ اس کے لئے سامان مہیا کرے۔ قادیان کے ایک شخص کا واقعہ مجھے یاد ہے۔ اسے جب کسی نے کہا۔ کہ چندہ دیا کرو۔ تو اس نے کہا۔ کہ قرآن کریم کا حکم قل العفو ہے۔ یعنی جو بچے وہ دو۔ اور ہم بچاتے ہی نہیں۔ تو دیں کہاں سے۔ واقعی لطیفہ تو اسے خوب سوجھا قرآن کریم میں یہ الفاظ موجود ہیں۔ کہ عفو میں سے خرچ کرو۔ اور عفو کے معنی زائد مال کے بھی ہیں۔ لیکن اس کے معنی بہترین مال کے بھی ہیں۔ اگر بچنے کی شرط کو پیش کر کے سب لوگ کمائیں اڑائیں۔ اور کہہ دیں کہ بچا کچھ نہیں۔ تو یہ اس امر کی علامت ہوگی۔ کہ ان کے اندر ایمان نہیں۔ خالی دعووں کو کیا کرنا ہے۔ جب حقیقت کچھ نہ ہو۔ پس اگر واقعی تمہارے اندر کچی خواہش ہے۔ تو ایسا ماحول پیدا کرو۔ جس میں قربانی ممکن ہو۔ ورنہ خالی دعویٰ بے فائدہ شئے ہے۔ دعویٰ کرنا تو مشکل نہیں۔ بلکہ منافق زیادہ دعویٰ کیا کرتے ہیں۔ پس صرف موُنہہ کا دعویٰ کچھ نہیں۔ بلکہ عمل سے اس کی تائید ہونی چاہئیے۔ جو اس طرح ہو سکتی ہے کہ جو قربانی کی خواہش رکھتا ہے۔ وہ اس کے مطابق ماحول بھی پیدا کرے۔

احباب کرام کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ تحریک جدید سال چہارم کے ختم ہونے کا وقت بالکل قریب آگیا ہے۔ مگر ابھی وعدوں میں سے ایک بڑی رقم واجب الادا ہے۔ جن دوستوں کا وعدہ اخیر سال پر دینے کا ہے انہیں کوشش کرنی چاہئیے۔ کہ ان کا وعدہ ۳۰ نومبر ۱۹۳۸ء سے قبل جو آخری تاریخ ہے۔ پورا ہو جائے۔ (فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

چار آنے — **سال بھر مفت** — بارہ مہینے

نوٹ:۔ یہ رعایت صرف ۳۱ اکتوبر تک ہے

صرف ڈاک خرچ کے لئے چار آنے کے ٹکٹ اور مختلف شہروں کے پانچ معززاصحاب کے مکمل پتے لفافہ میں بند کر کے بھیج دیجئے۔ پھر آپ کے نام بہترین مضامین سے مزین ماہوار رسالہ رہبر باغبانی بارہ مہینے کے لئے مفت جاری کر دیا جاوے گا۔

خط و کتابت کا پتہ: چیف ایڈیٹر رسالہ رہبر باغبانی گجرات پنجاب

اِنِّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں اس وقت ضلع راج شاہی بنگال میں ہوں۔ چند دنوں کی رخصت لے کر مولوی میر رفیق علی صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی انگلش ٹیچر آف گورنمنٹ مدرسہ راج شاہی کے مکان پر ٹھہرا ہوا ہوں۔ میں نے مولوی صاحب موصوف کو جو خدا کے فضل سے مخلص احمدی ہیں۔ اپنا اس وقت کا جبکہ ایک واقعہ میں بیر بھوم میں پولیس میں کام کرتا تھا۔ سنایا۔ تو انہوں نے مجھے کہا کہ اس کو الفضل میں ضرور دینا چاہیے۔ میرا خیال بھی تھا۔ اس لئے عرض [illegible] ہوں۔

واقعہ یوں ہے کہ غالباً ۱۹۳۷ء میں جس وقت میں بیر بھوم سوری میں پولیس ہیڈ کنسٹیبل کے طور پر کام کرتا تھا۔ وہاں ایک میرے دوست عبداللطیف صاحب احمدی آف ڈھاکہ بھی ایکسائیز ڈیپارٹمنٹ میں کام کرتے تھے۔ میں اور وہ دونوں کبھی کبھی شام کے وقت بغرض تبلیغ اِدھر اُدھر شہر کی طرف نکل جاتے۔ ایک دن صبح سویرے ہی میں عبداللطیف صاحب کے مکان پر گیا۔ تو ان کو بڑا مغموم پایا۔ اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ کل شام کو اکیلے ہی تبلیغ کے لئے شہر کی طرف چلے گئے۔ جہاں پر پہلے بھی کئی دفعہ جا چکے تھے۔ اور وہ لوگ مجھ سے بخوبی واقف تھے۔ انہوں نے چند ایک آدمیوں کو جمع کر لیا۔ جن میں ایک لکھنؤ یا بریلی کی طرف کے ایک مولوی صاحب بھی تھے۔ جو وہاں کے مدرسہ ضیاء الاسلام کے استاد تھے۔ اور بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ امامت کا کام بھی کرتے تھے۔ بھائی عبداللطیف صاحب نے بیان کیا۔ کہ دوران گفتگو میں کسی سوال کا جواب ملک عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے خادم کی احمدیہ پاکٹ بک سے تلاش کر رہا تھا۔ کہ میرے ہاتھ سے مولوی صاحب نے کتاب چھین کر زمین پر دے ماری۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت گندی گالیاں دیں قریب تھا کہ وہ مجھ پر بھی حملہ کرتے۔ مگر میں جلدی سے نکل آیا۔ مجھے اس بات کا سخت رنج ہے۔ کہ انہوں نے ہمارے آقا کو گالیاں دیں۔ میں نے واقعہ سننے کے بعد کہا۔ یہ آپ کی غلطی تھی۔ مخالفوں کے پاس رات کے وقت ان کے گھروں پر اکیلا جانا نہ چاہیئے تھا۔

اس کے چند روز بعد میں صبح سویرے جیسا کہ ہمیشہ بوقت فرصت جاتا تھا عبداللطیف صاحب کے مکان پر گیا۔ تو انہوں نے مجھے کہا کہ آج نماز تہجد اور صبح کے بعد جب میں سویا۔ تو ایک عجیب رویا دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میرے سامنے کسی مکان سے نکل کر ایک سیاہ رنگ کی بھینس کھڑی ہو گئی۔ اس کی نہایت ڈراؤنی صورت تھی۔ پھر یکلخت ایک ہاتھی جو کالے رنگ کا تھا نکلا اور اس بھینس کو میرے دیکھتے ہی دیکھتے کھا گیا۔ جوں ہی انہوں نے یہ رویا ختم کیا معاً خدا تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ آپ کا کوئی دشمن نکلیگا پھر ایک اور اٹھیگا جو آپ کا دشمن ہوگا۔ لیکن آپکو کچھ نہیں کہیگا۔ مگر آپ کی آنکھوں کے سامنے آپ کے پہلے دشمن کو کھا جائیگا۔

عبداللطیف صاحب خدا کے فضل سے ایک نہایت مخلص احمدی اور تبلیغ کے شائق ہیں۔ عربی اور اردو بہت کم جانتے ہیں۔ لیکن انگریزی اور بنگالی خدا کے فضل سے اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ مجھ سے اردو سیکھا کرتے تھے۔ دو تین دن کے بعد جب میں ان کے ہاں گیا تو وہ خوشی خوشی میری طرف دوڑتے ہوئے آئے۔ اور کہنے لگے بھائی صاحب لیجئے ہمارے رویاء کی تعبیر بفضل تعالےٰ آپ کے بتلانے کے مطابق لفظ بلفظ پوری ہو گئی۔ کہنے لگے میں کل شام کو جب بازار گیا تو وہاں چرچا ہو رہا تھا۔ کہ ایک مولوی صاحب کو خوب مارا پیٹا گیا۔ اور وہ کہیں بھاگ گیا ہے۔ پتا نہیں دریافت کرنے پر سب واقعہ یوں معلوم ہوا کہ کسی معزز مسلمان کے لڑکے نے اپنے والدین سے کہا کہ مولوی صاحب مکتب سے چھٹی کے بعد مجھے مسجد میں بہت دیر تک روکے رکھتے ہیں۔ اور بدفعلی کی بھی شکایت کی۔ اس کے والدین نے دوسرے دن سکول میں اچھے اچھے مسلمانوں کو جن کے ذریعہ سکول چل رہا تھا۔ اور جن کے چندہ سے مولوی صاحب کو تنخواہ ملتی تھی۔ بلایا اور سب لڑکوں اور لوگوں کے سامنے اس کی بدکاری کا اظہار کیا۔ تو تیرہ لڑکے اور کھڑے ہو گئے اور رو کر کہنے لگے۔ مولوی صاحب ہمارے ساتھ بھی یہی برتاؤ کرتے ہیں۔ اسپر مولوی صاحب کی خوب گت بنی اور وہ کل سے مفقود الخبر ہیں۔ تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ یہ وہی مولوی صاحب ہیں جنہوں نے ایک ہفتہ ہوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گندی گالیاں دی تھیں۔

ان حالات سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام اِنِّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کس صفائی سے پورا ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن آپ کے مخالفین کے ہاتھوں ہی ذلیل ہو رہے ہیں۔ یہاں پر میں یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جن لوگوں نے مولوی صاحب کو مار پیٹ کر نکالا۔ وہ ایک اشد ترین مخالفین کا ٹولہ ہے۔ اور اس شہر کے امیر تاجر ہیں۔ خاکسار فیض عالم

احرار چور کی داڑھی میں تنکا کے مصداق

الفضل کی بعض گذشتہ اشاعتوں میں لکھا جا چکا ہے کہ قادیان میں چوری کی وارداتیں عرصہ دو ماہ سے پے در پے ہو رہی ہیں۔ جن کا باعث جہاں احرار کی وہ فتنہ انگیزی ہے جو ہر رنگ میں جماعت احمدیہ کے خلاف کرتے رہتے ہیں۔ وہاں حکام ضلع کا بھی تغافل اور تساہل بھی بڑی حد تک اسکا ذمہ دار ہے۔ اسی سلسلہ میں ہم نے یہ اطلاع بھی شائع کی تھی کہ ہمیں مختلف ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ علاقہ کے چوروں کو خطرناک ہتھیاروں سے مسلح کیا جا رہا ہے۔ تاکہ قادیان کی جماعت احمدیہ کو مرعوب کیا جائے اور اسکی جان و مال کو خطرہ میں ڈالا جائے۔ ان اطلاعات کے ملنے پر قادیان کے مختلف محلوں نے اپنا پہرہ کا انتظام مضبوط کر لیا اور پہرہ داروں کو جائز حد تک مسلح کر لیا۔ تاکہ عند الضرورت ذاتی مدافعت کا جو حق قانون نے دے رکھا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔ کیونکہ حالت یہ ہے کہ رات ایک طرف سے تو سرکاری پہرہ داروں کے خبردار خبردار کے نعرے لگ رہے ہوتے ہیں اور دوسری طرف چوری ہو رہی ہوتی ہے۔ اپنی حفاظت کا سامان کرنے کی اطلاع شائع ہونے پر معلوم ہوا ہے احراری حلقہ میں بڑی تلملاہٹ پیدا ہوئی ہے۔ اور ملا عنایت اللہ احراری نے ۷ ستمبر کو جو خطبہ جمعہ مسجد ارائیاں میں پڑھا اسمیں لوگوں کو بھڑکاتے ہوئے حکومت کی دوہائی دی ہے کہ احمدی اپنے آپکو مسلح کر رہے ہیں ان سے ہماری حفاظت کیجائے۔ مگر اسکے متعلق سوائے اس کے کیا کہا جا سکتا ہے کہ چور کی داڑھی میں تنکا کہ چوریوں کی وارداتوں سے جو قادیان میں ہو رہی ہیں یا آئندہ ہوں کسی احراری کا کوئی تعلق نہیں۔ تو پھر ان کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ احمدیوں نے

رینگن وا (عرق النساء) اور جوڑوں کے درد
۹۰ گولیوں کی شیشی کی قیمت اڑھائی روپیہ علاوہ محصولڈاک
کمر درد۔ کولہوں کے درد گھٹنے کا درد۔ ریحی اور اعصابی درد مسلسل یا دورہ سے ہونیوالے درد "اسپنڈک" سے ہمیشہ کیلئے دور ہو جاتے ہیں۔ پتہ دواخانہ مفرح حیات ۵ فلیمنگ روڈ لاہور
اسپنڈک
کشتہ جات اور زہریلی اجزاء سے مبرا عرق النساء کی مجرب دوا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ضروریات جلسہ سالانہ کیلئے ٹینڈر مطلوب ہیں

خداوند کریم کے فضل و کرم سے جلسہ سالانہ ۱۹۳۸ء قریب آ گیا ہے۔ اس کے واسطے جن اشیاء کی ضرورت ہوگی۔ ان کا سرسری اندازہ شائع کر کے لکھا جاتا ہے۔ کہ جو دوست کسی چیز کا ٹھیکہ لینا چاہیں وہ ۲۵؍ اکتوبر ۱۹۳۸ء تک معہ نمونہ اشیاء اور تصدیق پریذیڈنٹ صاحب جماعت (مؤخر الذکر شرط صرف بیرونی احباب کے لئے ہے) دفتر ناظم سپلائی و سٹور جلسہ سالانہ میں ارسال فرمائیں۔ اس امر کا خیال رہے کہ حسب دستور سابق ٹھیکہ داران کو (۱) لنگر خانہ اندرون شہر (۲) لنگر خانہ دار العلوم (۳) لنگر خانہ دار الفضل ہر سہ جگہ دکانیں کھولنی ہوں گی۔ اور ناظر صاحب ضیافت کے مقرر کردہ افسروں کی پرچی پر ہر چیز دی جایا کرے گی۔ ہر ایک چیز نہایت عمدہ اور صاف نمونہ کے مطابق لی جاتے گی۔ مزید برآں یہ بھی نوٹ کر لیا جاتے۔ کہ

(۱) ہر ایک ٹھیکہ دار کو ۲۲ دسمبر ۱۹۳۸ء سے ۳ جنوری ۱۹۳۹ء تک چوبیس گھنٹے دکان کھلی رکھنی پڑے گی۔

(۲) انتظامیہ کمیٹی اس بات کی پابند نہ ہوگی۔ کہ کم از کم نرخ کے ٹینڈر ضرور منظور کرے۔ یا کسی ٹینڈر کی نامنظوری کی وجہ بتائے

(۳) ٹینڈر سربمہر ہوں۔ اور جس چیز کا ٹینڈر ہو۔ اس کا نام لفافہ پر لکھ دیا جائے

(۴) نمونہ کے بغیر کسی ٹینڈر پر غور نہیں کیا جائے گا۔

(۵) نمونہ آدھ سیر سے کم نہ ہو۔ جو محفوظ رکھا جائے گا۔

فہرست اشیاء مندرجہ ذیل صرف اندازہ کے طور پر ہے۔

نمبر شمار	نام اشیاء	اندازہ وزن مطلوبہ
۱	آرد گندم	۲۰۰۰۰ من
۲	گھی خالص دیسی	۴۵ 〃
۳	دال ماش	۷۰ 〃
۴	دال نخود	۴۰ 〃
۵	دال مسور	۳۰ 〃
۶	چاول باریک باسمتی پرانے	۱۰ من
۷	〃 〃 ٹوٹہ 〃 〃	۱۰۰ 〃
۸	نمک سالم	۲۵ 〃
۹	نمک پسا ہوا	۱۲ 〃
۱۰	مرچ سرخ عمدہ باریک	۸ 〃
۱۱	ہلدی عمدہ باریک	۶ 〃
۱۲	دھنیا خشک باریک	۵ 〃
۱۳	گرم مصالح مطابق اجزا مہیا کردہ دفتر ہذا	۳ 〃
۱۴	کوئلہ پتھر	۵۰۰ من
۱۵	لکڑی سوختنی	۲۰۰۰۰ 〃
۱۶	تیل مٹی ہاتھی مارکہ کراچی بند	۴۰ ٹین
۱۷	دیا سلائی	۴ گرس
۱۸	چینی	۱۰ من
۱۹	گوشت بکری	۲۵۰ 〃
۲۰	آلو سفید	۲۰۰ 〃
۲۱	شلغم سفید بغیر پتے	۱۰۰ 〃
۲۲	پیاز خشک کراچی	۱۰ 〃
۲۳	پیاز خشک دیسی	۱۰ 〃
۲۴	لہسن خشک	۱ 〃
۲۵	ادرک	۱۰ 〃
۲۶	دودھ بکری	۱۵ 〃
۲۷	دودھ بھینس	۱۰ 〃

سبزی کا من سوائے ادرک کے ۵۰ سیر کا شمار ہوگا۔

خاکسار۔ ناظم سپلائی و سٹور جلسہ سالانہ ۱۹۳۸ء

کن آمدنیوں پر چندہ ادا کرنا واجب ہے

بعض ملازم پیشہ احباب نے دریافت کیا ہے۔ کہ کونسی آمدنیوں پر چندہ ادا کرنا چاہیئے۔ اور کون سے اخراجات آمدنی میں سے وضع کئے جا سکتے ہیں۔

اس کے متعلق اگرچہ مجلس مشاورت ۱۹۳۵ء میں تفصیلی طور پر فیصلہ کیا جا چکا ہے لیکن اس خیال سے کہ ممکن ہے۔ بعض احباب نے رپورٹ مجلس مشاورت نہ پڑھی ہو۔ اور اس فیصلہ سے بے خبر ہوں۔ اس لئے بغرض آگاہی احباب جماعت مجلس مشاورت کے اس فیصلہ کی روشنی میں ایسی آمدنیوں یا اخراجات کو جو چندہ سے مستثنٰی ہیں۔ بغرض اطلاع عام شائع کیا جاتا ہے۔

انعام۔ وظیفہ۔ گزارہ یا نقد تنخواہ جو کسی کام کے عوض ملتی ہو۔ اس میں مندرجہ ذیل اخراجات وضع کرنے کے بعد جو کچھ باقی بچے اس پر چندہ ادا کرنا واجب ہے۔

۱۔ انکم ٹیکس یا دیگر ٹیکس جو گورنمنٹ کے حکم یا منظوری سے عائد کئے گئے ہوں۔

۲۔ جملہ الاؤنسز مثلاً سفر خرچ وغیرہ (البتہ پہاڑ الاؤنس پر چندہ وصول کیا جائے گا

ان اخراجات کے علاوہ اور کوئی استثنٰی نہ ہوگی۔

پراویڈنٹ فنڈ۔ اقساط ادائیگی قرضہ۔ کرایہ مکان وغیرہ چندہ کے حساب کے لئے منہا نہیں کئے جائیں گے۔

ناظر بیت المال

مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ کی دربار کے موقع پر تقریر

رعایا کو ایک نگاہ سے دیکھنے کا اعلان

موجودہ مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ نے اپنے پہلے دربار دسہرہ کے موقع پر ۵؍ اکتوبر کو ایک شاندار ڈنر دیا۔ جس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔

"ریاستوں میں آرام سے بیٹھ کر کھانے کے دن اسی طرح گئے۔ جس طرح برطانوی ہند میں۔ یہ امر عاقبت اندیشی سے بعید ہوگا۔ کہ زمانہ کے تغیرات کو نظر انداز کر دیا جائے سیاسیات سے فوری علیحدگی اختیار کر کے بڑھنے میں عجلت سے کام لیا جائے

ہز ہائی نس نے رعایا کے متعلق اپنے اس اعلان کو دہرایا۔ کہ میری تمام رعایا بلا لحاظ مذہب و ملت مجھے یکساں طور پر عزیز ہے۔ غیر محدود اور غیر مشروط محبت و وفاداری نے جس کا میری محبوب رعایا نے میری ذات سے اظہار کیا ہے۔ میری ان کوششوں کو دوبالا کر دیا ہے۔ جو میں اپنی عزیز رعایا کی بہتری و بہبودی کے لئے کر رہا ہوں۔ اور جس کے لئے میں نے دلگورد اور ان کے سامنے اپنی زندگی وقف کر دی ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ میری رعایا کا ہر فرد بشر مایوسی اور کم حوصلگی کو چھوڑ کر پٹیالہ جدید کی تعمیر میں حصہ لے۔ میں چاہتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں اور میری حکومت ان کے جائز حقوق کے تحفظ کے لئے امکان بھر کوشش کرے گی۔

پاسِ تعزیت

میرے عزیز بچے عنایت اللہ محمود مرحوم کی وفات پر جن دوستوں اور بزرگوں نے میرے ساتھ اظہار ہمدردی کر کے میری ڈھارس بندھائی ہے تہ دل سے ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ خصوصاً بزرگ محترم حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور مخدوم مکرم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی و جناب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی اور مدرسہ احمدیہ کے اساتذہ و طلباء کا ممنون احسان ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے آمین۔ خاکسار کرم علی

پتہ درکار ہے

ایک دوست مسمی ثناء اللہ صاحب ثنا جو کچھ عرصہ ہوا سیالکوٹ سے سندھ چلے گئے ہیں۔ ان کا اگر کسی دوست کو پتہ معلوم ہو تو اس سے مطلع فرمائیں۔ اور اگر وہ خود اس اعلان کو پڑھیں تو فوراً اپنے مکمل پتہ سے نظارت ہذا کو مطلع فرما کر ممنون فرمائیں۔

ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکھ اور آریہ

معاصر "انقلاب" نے سکھوں اور آریوں کے باہمی تعلقات کے متعلق ایک واقعہ کی بنا پر حسب ذیل دلچسپ تبصرہ کیا ہے۔

ساری دنیا کو معلوم ہے۔ کہ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں سکھوں کے بزرگوں کی شان میں بڑی بڑی گستاخیاں کی ہیں۔ مگر جب آریہ سماجی اخبار سکھوں کو اپنے ڈھب پر لانا چاہتے ہیں۔ تو ان کی بہادری اور شجاعت اور ان کے مذہبی پیشواؤں کی عظمت و صداقت کی تعریف کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور خالصہ جی کو یاد تک نہیں رہتا۔ کہ سوامی دیانند ان کے متعلق کیا لکھ گئے ہیں۔ اور سکھ قوم کی نسبت آریہ سماجیوں کی اصل رائے کیا ہے۔ شاعر نے اسی موقع کے لئے کہا ہے۔ ؎

از یک حدیث لطف کہ آں ہم دروغ بود
امشب ز دفتر گلہ صد باب شستہ ایم

اصل میں یہ لوگ سکھوں کے متعلق جو کچھ لکھتے ہیں۔ اس میں ذرہ بھر خلوص نہیں ہوتا اُن کے پیش نظر تو صرف یہ اصول ہے کہ وقت پر گدھے کو بھی باپ بنا لینا چاہئے ورنہ مذہبی اعتبار سے تو سکھوں اور ہندوؤں خصوصاً آریہ سماجی ہندوؤں میں کوئی تعلق نہیں۔ یہ اور بات ہے۔ کہ سکھوں کی قوم بہت سیدھی سادی ہے اور ہندو بڑی آسانی سے اسے اپنا آلۂ کار بنا لیتے ہیں۔

سکھوں اور ہندوؤں کے تعلقات کے سلسلہ میں ایک واقعہ جو انہیں دنوں پیش آیا ہے۔ یاد رکھنے کے قابل ہے۔

"ملاپ" کا نامہ نگار خانیوال سے لکھتا ہے یہاں کے دو وکلاء آریہ سماج خانیوال کے عہدہ دار ہیں۔ انہوں نے الیکشن میں میں کامیاب ہونے کے بعد گوردوارہ میں جا کر متھا ٹیکا۔ ارداس کی۔ اور دھرم سالہ میں اکھنڈ پاٹھ رکھایا۔ ان کے خلاف مقامی آریہ سماج کے ممبروں نے میٹنگ کر کے ان سے جواب طلبی کی ہے۔ کہ انہوں نے آریہ سماج کے سدھانتوں کے ورودھ متھا کیوں ٹیکا۔ وکلاء نے اپنی غلطی کو تسلیم کر لیا۔ پرائسچت کے لئے انترنگ سبھا نے ہر دو ممبروں کو چھ ماہ کے لئے ممبری سے معطل کر دیا ہے۔ اب وہ ایک ہفتہ متواتر ہون کرائیں گے۔

معلوم نہیں ہوا۔ کہ الیکشن کا ہے کا تھا لیکن اگر میونسپلٹی یا کسی دوسرے جمہوری ادارہ کا الیکشن تھا۔ تو ان وکلاء نے الیکشن کے بعد نہیں بلکہ الیکشن سے پہلے گوردوارہ میں جا کر "متھا ٹیکا" ہو گا۔ تاکہ سکھوں کی اعانت بآسانی حاصل ہو سکے اور یہ نہیں۔ تو انہیں خالصہ جی سے کوئی دوسری غرض ہو گی۔ ورنہ یہ تو ہونے سے رہا۔ کہ ہندو اور وہ بھی آریہ سماجی ہندو کسی غرض کے بغیر گوردوارہ میں جا کر "متھا ٹیکے" ارداس کرے۔ اور دھرم سالہ میں اکھنڈ پاٹھ رکھائے"

بہر حال طریقہ اچھا ہے۔ ضرورت پڑی تو گوردوارہ میں "متھا ٹیک" کے سکھوں کو خوش کر لیا۔ اور جب مطلب نکل گیا۔ تو ہون کر کے آریہ سماجی بن بیٹھے ؎

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

اس سلسلہ میں ہماری سمجھ میں یہ بات بھی نہیں آئی۔ کہ آریہ سماجیوں کے نزدیک گوردوارہ میں "متھا ٹیکنا" اتنا بڑا جرم کیوں ہے؟ ملاپ اور پرتاپ ہر سال گورو نانک۔ اور گورو گوبند سنگھ کی برسیوں کے موقع پر خاص نمبر شائع کرتے ہیں۔ ان دونوں کو ہندو دھرم کا رکھشک کہتے اور ان کی تعریفیں کرتے نہیں تھکتے آخر ان کی یہ حرکتیں بھی تو آریہ سماج کے "سدھانتوں کے ورودھ" ہیں۔ ان سے کوئی باز پرس کیوں نہیں کی جاتی؟

مقدمہ حضرت بابانانکؒ کا دین و دھرم

ہائی کورٹ میں

قادیان ۱۱ اکتوبر۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ کل ہائیکورٹ لاہور میں اڑھائی گھنٹے اپیل بمقدمہ حضرت بابا نانکؒ کا دین و دھرم پر بحث ہوئی۔ عدالت نے فیصلہ محفوظ رکھا۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔

عربی کتب میں خاص رعایت

احباب کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ ایک خاص اسلامی جگہ پر لائبریری میں کتب سلسلہ بھجوانے کے متعلق جو اطلاع فرداً فرداً اکثر احباب کو دی گئی تھی۔ اس تحریک میں ثواب کے حصول کو مدنظر رکھ کر بک ڈپو تالیف و اشاعت نے اپنی عربی کتب میں خاص رعایت کر دی ہے۔ لہٰذا احباب اس نادر موقع سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا کر ثواب حاصل کریں۔

نیز احباب اس سلسلہ میں خط و کتابت کرتے وقت اس امر کا خیال رکھیں کہ بک ڈپو **صیغہ تالیف و اشاعت** سے متعلق ہے۔ نہ صیغہ تالیف و تصنیف سے لہٰذا خط و کتابت کرتے وقت تالیف و اشاعت ضرور لکھا جائے۔ کتب کی قیمت میں رعایت مندرجہ ذیل شرح سے ہے۔

	رعایتی	سابقہ قیمت (روپیہ آنے پائی)
الخطاب الجلیل	۸/	۱-۸-۰
خطبہ الہامیہ	۸/	۱-۸-۰
منن الرحمٰن	۷/	۱-۱۳-۰
لجۃ النور	۶/	۰-۱۲-۰
اعجاز المسیح	۸/	۱-۰-۰

56

محمد اشرف مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

اٹھرا کا کامل اور مجرب ترین علاج

عبد الرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب سے طلب فرمائیں۔ بستر سالہ مجرب نسخہ حضرت حکیم حافظ نور الدین اعظم شاہی طبیب کا ہے۔ حمل گر جانا۔ بچہ کا مردہ پیدا ہونا یا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا۔ اس کو اٹھرا کہتے ہیں۔ اس کے لئے ہمارے تیار کردہ محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ استعمال کریں۔ یہ دواخانہ رحمانی حضور ممدوح کے حکم سے حین حیات میں حضور کے شاگرد حکیم عبد الرحمٰن کاغانی نے سنہ ۱۹۱۰ء میں قائم کیا فہرست ادویات مفت طلب کریں۔ تمام مجرب نسخہ جات حضرت نور الدین اعظم دواخانہ رحمانی میں تیار ہوتے ہیں۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکمشت خریدنے والے کو ایک روپیہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک ملیں گی **مینیجر عبد القدیر کاغانی قادیان**

ارادی ایک عرصہ سے یہ دوا خون کی کمی۔ کمزوری سے دم پھولنا۔ چکر آنا۔ دل دھڑکنا۔ بدن کا بےحس ہو جانا۔ کام سے نفرت کسی وجہ سے طاقت کا گھٹ جانا۔ حتیٰ کہ اعضاء جواب دے چکے ہوں ضعف جگر۔ ضعف معدہ ضعف دماغ بےخوابی۔ بدخوابی۔ کمی بھوک کے لئے استعمال ہو رہی ہے۔ لوسے فیصدی احباب نے تعریف کی ہے۔ قیمت ایک اونس عہ محصولڈاک علاوہ۔ **ایم۔ ایچ احمدی معرفت الفضل قادیان۔**

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کراچی۔ ۱۰ اکتوبر۔ سندھ اسمبلی کے قریباً سب کے سب مسلمان ممبر لیگ میں شامل ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ موجودہ صدر اعظم بھی اور اس طرح سندھ میں مسلم لیگ کی وزارت کا قائم ہو جانا اب یقینی ہو گیا ہے۔ مسلمان ممبر ۳۵ ہیں۔ تین غیر مسلم بھی غالباً شامل ہو جائیں گے اور اس طرح ۶۰ ممبروں میں سے قریباً ۴۰ کی تائید وزارت کے ساتھ ہو گی۔

بمبئی۔ ۱۰ اکتوبر۔ سندھ مسلم لیگ کانفرنس پر مسٹر جناح کی تقریر کے متعلق صدر کانگرس نے کہا۔ کہ فی الحال میں اس پر کوئی رائے زنی نہیں کرتا۔ لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ مسٹر جناح حد سے زیادہ تجاوز کر رہے ہیں۔

علی گڑھ۔ ۱۰ اکتوبر۔ کل رات شب برات کی تقریب پر یہاں ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ جس میں گیارہ اشخاص زخمی ہوئے۔ مگر حالات پر جلد قابو پا لیا گیا۔

ہانکو۔ ۱۰ اکتوبر۔ ایک چینی فوجی مراسلت مظہر ہے کہ جنوبی ینگسی محاذ پر ایک رات میں ۲۰ ہزار جاپانیوں کا صفایا ہو گیا۔

نئی دہلی۔ ۱۰ اکتوبر۔ آج یہاں فیڈرل کورٹ کا اجلاس شروع ہو گیا یو پی گورنمنٹ نے گورنمنٹ ہند کے خلاف ایک درخواست دی ہے جس میں مطالبہ کیا ہے کہ کنٹونمنٹ مجسٹریٹ جو جرمانے لوگوں پر کرتے ہیں۔ وہ یو پی گورنمنٹ کو ملنے چاہئیں کیونکہ ان عدالتوں کا خرچ وہ برداشت کرتی ہے اب یہ جرمانے حکومت ہند کے خزانے میں داخل ہوتے ہیں۔

برلن۔ ۱۰ اکتوبر۔ ہر ہٹلر نے اعلان کیا ہے کہ سوڈیٹن جرمن فری کور کو توڑ دیا جائے گا۔ ہر ہٹلر نے فیصلہ کیا ہے کہ جنوبی مورابیا کو آسٹریا کے ساتھ اور جنوبی بوہیمیا کو بویریا کے ساتھ ملا دیا جائے۔ باقی سوڈیٹن علاقہ اس کے ساتھ شامل کر دیا جائے گا۔

یروشلم۔ ۱۰ اکتوبر۔ گذشتہ شب ایک ریلوے سٹیشن کو آگ لگا دی گئی ایک کسٹم ہاؤس کو بھی جلانے کی کوشش کی گئی۔ ایک گاڑی پٹڑی سے اتار دی گئی۔ قتل و غارت اور لوٹ مار کا سلسلہ از سر نو بڑے زور کے ساتھ شروع ہو گیا ہے۔ کئی عرب اور یہودی ہلاک ہو چکے ہیں۔

کراچی۔ ۱۰ اکتوبر۔ کانگرسی صوبوں میں مسلمانوں پر جو زیادتیاں ہو رہی ہیں ان کی تحقیقات کے لئے مسلم لیگ نے ایک کمیٹی مقرر کی تھی۔ جس کے صدر راجہ پیر پور تھے۔ آپ نے ایک انٹرویو میں کہا۔ کہ کمیٹی نے اپنا کام ختم کر لیا ہے۔ رپورٹ مکمل ہو گئی ہے۔ جسے نومبر میں لیگ کے سامنے پیش کر دیا جائے گا۔ جو شہادتیں قلم بند کی گئی ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو مذہبی اور مجلسی حقوق سے محروم رکھا جا رہا ہے۔

نینی تال۔ ۱۰ اکتوبر۔ حکومت یو پی اس امر پر غور کر رہی ہے کہ جو اشخاص مقامی حکام پر غلط الزام لگا کر حکومت سے ان کے متعلق تحقیقات کا مطالبہ کریں ان کے خلاف قانونی کارروائی کا انتظام کیا جا سکے۔

لنڈن۔ ۱۰ اکتوبر۔ ایک انٹرویو کے دوران میں ساؤتھ ویسٹ افریقہ (جو جنگ سے قبل جرمن نوآبادی تھی) کے ایڈمنسٹریٹر نے کہا کہ ہم اب جرمنی کے حوالے کئے جانے پر رضامند نہیں ہو سکتے۔ اپنی سرحدات کا ہر حال میں تحفظ کریں گے۔ اور اگر ضرورت ہوئی تو ہتھیار اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

چارسدہ۔ ۱۰ اکتوبر۔ جس مکان میں گاندھی جی ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اس کی چھت پر بندوقوں سے مسلح سرخپوش پہرہ دے رہے ہیں۔ کیونکہ انہیں نواحی دیہات میں کچھ خطرہ کا احساس ہے اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ باغی باجرہ اور گنے کے کھیتوں میں اپنے آپ کو چھپا سکتے ہیں۔

بنوں۔ ۱۰ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ فقیر ایپی برطانوی ہند میں اپنے ہمدردوں اور قبائلی علاقہ میں اپنے مریدوں کے نام ایک خط بھیج رہا ہے جس میں ان کو ہدایت کی گئی ہے کہ حکومت کے خلاف اپنی سرگرمیاں فی الحال بند کر دیں۔

ناگپور۔ ۱۰ اکتوبر۔ ایک پریس انٹرویو میں ڈاکٹر کھارے نے کہا۔ کہ جب ورکنگ کمیٹی مجھے پہلے ہی خارج کر چکی ہوئی ہے۔ تو اسے کیا حق ہے کہ مجھ سے اسمبلی سے مستعفی ہونے کا مطالبہ کرے۔ آپ نے کانگرس ہائی کمانڈ کے ممبروں پر سنگین الزامات لگائے اور کہا کہ اب تک ان سے کسی ایک کی تردید کی کسی کو جرأت نہیں ہوئی۔

بنوں۔ ۱۰ اکتوبر۔ بنوں کے ڈاکہ کی تحقیقاتی کمیٹی کل ۱۵ اکتوبر سے اپنا کام شروع کر دے گی۔ لیکن ڈپٹی کمشنر بنوں رخصت پر جا رہے ہیں۔ اور وہ چونکہ اس معاملہ میں اہم گواہ ہیں۔ اس لئے ہندوؤں نے مطالبہ کیا ہے کہ ان کی رخصت متوخر کی جائے، ورنہ وہ کمیٹی سے عدم تعاون کریں گے۔

لنڈن۔ ۱۰ اکتوبر۔ فلسطین کے معاملہ میں برطانوی گورنمنٹ کوئی اہم قدم اٹھانے والی ہے۔ اسے یقین ہے۔ کہ اس ملک کو دو حصوں میں تقسیم کرنے سے عرب باقاعدہ جنگ شروع کر دیں گے۔ جس میں اسلامی ممالک بھی ان کا ساتھ دیں گے۔ کہا جاتا ہے کہ جو بھی فیصلہ ہو گا۔ اس میں ہٹلر اور مسولینی کا مشورہ بھی لیا جائیگا۔

لنڈن۔ ۱۰ اکتوبر۔ ہٹلر کوشش کر رہا ہے کہ چھوٹی چھوٹی حکومتوں سے معاہدات ہو جائیں۔ تا اگر کسی بڑی طاقت سے لڑائی کی نوبت آئے۔ تو یہ چھوٹی حکومتیں دشمنوں کا ساتھ نہ دے سکیں چنانچہ اس نے ہالینڈ کے ساتھ بھی معاہدہ کیا ہے۔ جس کے رو سے اس پر فرض ہے کہ کسی کی طرف سے ہالینڈ پر حملہ کی صورت میں اس کی مدد کرے۔

لاہور۔ ۱۰ اکتوبر۔ پنجاب سیکرٹریٹ کے دفاتر آج یہاں کھل گئے ہیں۔

لنڈن۔ ۱۰ اکتوبر۔ حال ہی میں اطالیہ اور انگلستان کے مابین ایک معاہدہ ہوا تھا جس کی بناء پر قرار پایا تھا۔ کہ اطالیہ ہسپانیہ سے اپنے ۱۰ ہزار رضاکار واپس بلا لے گا۔ اس سلسلے میں تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ حکومت اطالیہ رضاکاروں کو تو واپس بلائیگی لیکن ہوابازوں کو واپس نہیں بلائے گی

پراگ۔ ۱۰ اکتوبر۔ جرمنی نے حکومت چیکوسلواکیہ سے ایک مطالبہ یہ بھی کیا تھا کہ جن علاقوں میں تھوڑے سے بھی جرمن آباد ہیں۔ وہاں جرمنوں کو حکومت میں نمائندگی کا حق دیا جائے۔ حکومت چیکوسلواکیہ نے جرمنی کے اس مطالبہ کو منظور کر لیا ہے۔ نیز حکومت ہنگری نے جو مطالبات پیش کئے تھے ان میں سے ایک مطالبہ یہ تھا کہ ہنگری کے سیاسی قیدیوں کو جلد از جلد رہا کر دیا جائے۔ معلوم ہوا ہے کہ چیکوسلواکیہ نے ہنگری کا مطالبہ منظور کر لیا ہے اور عنقریب ہنگری کے تمام سیاسی قیدیوں کو بتدریج رہا کرنا شروع کر دے گی۔

میڈرڈ۔ ۱۰ اکتوبر۔ کل ۲۴ گھنٹے تک باغیوں کے ہوائی جہازوں نے بارسیلونا۔ ویلنشیا اور پیراگونا پر شدید بمباری کی۔ جس کی وجہ سے ہزاروں آدمی ہلاک اور مجروح ہوئے۔ عمارتیں کھنڈر بن گئیں۔ تین برطانی جہازوں کو شدید نقصان پہنچا ہے باغیوں کا بیان ہے کہ انہوں نے تین اور شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔

برلن۔ ۱۰ اکتوبر۔ سوڈیٹن لینڈ میں پولیس کی از سر نو تنظیم شروع کر دی گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خفیہ پولیس اس علاقہ کو ان غداروں کے وجود سے پاک و صاف کرنے میں مصروف ہے۔ جو چیکوسلواکیہ کے اقتدار کی حمایت کیا کرتے تھے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی